اختتام

عام طور پر لوگ تشریحوں میں نئی بات کی تلاش کرتے ہیں، لیکن درحقیقت سچائی تو سچائی ہے۔ وہ نہ نئی ہوتی ہے اور نہ پرانی ہوتی ہے۔ نئی باتیں تو اخباروں میں شائع ہوتی رہتی ہے، جو مرتے، ابھرتے واقعات ہیں۔ سچائی تو ناقابل تبدیل ہے، ایسی حالت میں کوئی دوسرا کہے بھی کیا؟ اگر کہتا ہے تو اس نے حاصل نہیں کیا۔ ہر عظیم انسان اگر چل کر اس منزل مقصود تک پہونچ گیا تو ایک ہی بات کہے گا: وہ سماج کے بیچ دراز نہیں ڈال سکتا، اگر ڈالتا ہے تو ثابت ہے کہ اس نے حاصل نہیں کیا، شری کرشن بھی اسی سچائی کو عیاں کرتے ہیں جسے پہلے کے مفکرین نے دیکھا تھا۔ حاصل کیا تھا اور مستقبل میں ہونے والے عظیم انسان بھی اگر حاصل کرتے ہیں۔ تو یہی کہیں گے۔

عظیم انسان اوران کا طریقۂ کار

عظیم انسان دنیا میں سچ کے نام پر پھیلی اور سچ کی طرح نظر آنے والی برے رواجوں کو ختم کر کے بھلائی کی راہ تیار کر دیتے ہیں۔ یہ راہ بھی دنیا میں پہلے سے موجود رہتی ہے۔ لیکن اسی کے متواضح، اسی کی طرح محسوس ہونے والی تمام راہیں رائج ہو جاتی ہیں ان میں سے سچ کو الگ کر پانا مشکل ہو جاتا ہیکہ درحقیقت سچائی ہے کیا؟ عظیم انسان حقیقی مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے ان سے سچ کی پہچان کرتے ہیں اسے طے کرتے ہیں اور اس سچائی

کی جانب روبرو ہونے کیلئے سماج کو ترغیب دیتے ہیں۔ یہی رام نے کیا مہاویر نے کہا یہی مہاتما بدھ نے کیا۔ یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا اور یہی کوشش حضرت محمد ﷺ نے کی کبیر گرونانک وغیرہ سب نے یہی کیا۔ عظیم انسان جب دنیا سے پردہ کر لیتا ہے تو بعد والے لوگ اس کے بتائے ہوئے راستہ پر نہ چل کر اس کے مقام پیدائش، فنا ہونے کی جگہ اور ان مقامات کی عبادت کرنے لگتے ہیں جہاں جہاں انہوں نے قیام کیا تھا بتدریج وے ان کا بت بنا کر عبادت کرنے لگتے ہیں اگر چہ شروع میں وے ان کا یادیں ہی سنجوتے ہیں۔ لیکن بعد میں چل کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور وہی گمراہی قدامت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

جو لوگ کے مالک شری کرشن نے بھی اس وقت معاشرہ میں سچائی کے نام پر رائج رسم ورواجوں کی تردید کر کے معاشرہ کو صحیح راہ پر لا کر کھڑا کر دیا۔ باب ۲/۱۶ میں انہوں نے فرمایا: ارجن! باطل چیز کا کوئی وجود نہیں ہے اور حق کی تینوں دوروں میں کمی نہیں ہے۔ بندہ پرور ہونے کی بناء پر یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ ان کے فرق کو حق شناس انسانوں نے دیکھا اور وہی میں بیان کرنے جا رہا ہوں۔ تیرہویں باب میں انہوں نے میدان اور عالم میدان کا بیان اسی طرح کیا جو عارف حضرات کے ذریعے عام طور سے گایا جا چکا تھا۔ اٹھارہویں باب میں ایثار اور ترک دنیا کا عنصر بتاتے ہوئے انہوں نے چار خیالات میں سے ایک کو منتخب کیا اور اسے اپنی حمایت عطا کی۔

ترک دنیا

شری کرشن کے زمانے میں آگ کو نہ چھونے والے اور غور وفکر کو بھی ترک کر کے اپنے کو جوگی، تارک الدنیا (زاہد) کہنے والوں کا فرقہ بھی سرسبز ہو رہا تھا۔ اس کی تردید

کرتے ہوئے صاف صاف کہا کہ راہ علم اور راہ بندگی دونوں میں سے کسی بھی راستہ کے مطابق عمل کو ترک کرنے کا اصول نہیں ہے۔ عمل تو کرنا ہی ہوگا۔ عمل کرتے کرتے ریاضت اتنی لطیف ہو جاتی ہے کہ سارے ارادوں کی کمی ہو جاتی ہے۔ وہ مکمل ترک دنیا ہے۔ درمیان راستہ میں ترک دنیا نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف اعمال کو ترک کر دینے سے اور آگ نہ چھونے سے نہ تو کوئی زاہد ہوتا ہے اور نہ جوگی جیسے باب دو، تین، پانچ، چھ اور خاص طور پر باب اٹھارہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

عمل

اسی طرح کی غلط فہمی عمل کے متعلق بھی ہے اس کے بارے باب ۲/ ۳۹ میں شری کرشن نے بتایا کہ ارجن! اب تک یہ عقل کی بات تیرے لئے علمی جوگ (सांख्ययोग) کے متعلق کہی گئی اور اب اسی کو تو بے غرض عمل کے بارے میں سن۔ اس کا حامل بن کر تو اعمال کی بندش کا اچھی طرح خاتمہ کر سکے گا۔ اس کا تھوڑا بھی برتاؤ زندگی اور موت کے بہت بڑے خوف سے نجات دلانے والا ہوتا ہے۔ اس بے غرض عمل میں یقینی طریقہ ایک ہی ہے عقل ایک ہی ہے سمت بھی ایک ہی ہے لیکن جاہلوں کی عقل بے شمار شاخوں والی ہے۔ لہذا وے عمل کے نام پر مختلف طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔ ارجن! تو معینہ عمل کر۔ یعنی طریقے بہت سے ہیں۔ لیکن وے عمل بہت نہیں ہیں۔ عمل کوئی مقررہ سمت ہے۔ عمل کوئی ایسی چیز ہے جو تمام جنموں سے چلے آ رہے ہیں اجسام کے سفر کا خاتمہ کر دیتا ہے اگر ایک بھی جنم لینا پڑا تو سفر پورا کہا ہوا؟

یگ

اوپر جن معینہ عمل کی بات کہی گئی وہ معینہ عمل ہے کون سا؟ شری کرشن نے صاف

کیا کہ ’यज्ञार्थात्कर्मणोऽन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धनः‘ ارجن! یگ کا طریقۂ کار ہی عمل ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اسی دنیا کی بندش ہے، نہ کہ عمل، عمل تو اس دنیا کی قید سے نجات دلاتا ہے۔اب وہ یگ کیا ہے جسے عمل میں لائیں تو عمل پورا ہو سکے؟ باب چار میں شری کرشن نے تیرہ چودہ طریقوں سے یگ کا بیان کیا، جس کا لب لباب معبود میں داخلہ دلا دینے والے طریقۂ خاص کی عکاسی ہے۔

جو تنفس سے، تصور سے، غور وفکر اور ضبط نفس وغیرہ سے کامیاب ہونے والا ہے۔ شری کرشن نے یہ بھی صاف کر دیا کہ دنیوی مال ومتاع سے اس یگ کا کوئی تعلق نہیں ہے دنیوی مال ومتاع سے کامیاب ہونے والے یگ بہت کم ہیں۔آپ کروڑ کا ہَون ہی کیوں نہ کریں۔سارے یگ من اور حواس کے باطنی عمل سے کامیاب ہونے والے ہیں۔مکمل ہونے پر یگ جس کی تخلیق کرتا ہے۔اس عنصر لافانی کی جانکاری کا نام علم ہے۔اس لافانی علم کو حاصل کرنے والے جوگی ابدی معبود سے تعلق بنا لیتے ہیں۔جسے حاصل کرنا تھا، حاصل کر ہی لیا۔تو پھر اس انسان کا عمل سے کوئی سروکار نہیں ہے۔لہذا سارے اعمال اس بدیہی دیدار کے ساتھ علم میں ختم ہو جاتے ہیں۔عمل کرنے کی بندش سے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔اس طرح مقرر یگ کو عملی جامہ پہنا دینا عمل ہے۔عمل کا خالص معنی ہے۔عبادت۔

اس معینہ عمل یگ کیلئے عمل یا اس معبود کیلئے عمل کے سوا گیتا میں دوسرا کوئی عمل نہیں ہے۔ای پر شری کرشن نے جگہ جگہ پر زور دیا۔باب چھ میں اسی کو انھوں نے ’कार्यम् कर्म‘ کرنے کا قابل عمل کہا۔باب سولہ میں بتایا کہ خواہش، غصہ اور لالچ کا ترک کر دینے پر ہی وہ عمل شروع ہوتا ہے۔جو اعلی شرف کو عطا کرانے والا ہے۔دنیوی کاموں میں تو جو جتنا مشغول ہے۔اس کے پاس خواہش، غصہ اور لالچ اتنے ہی زیادہ سجے سجائے دکھائی پڑتے ہیں افراط پائے جاتے ہیں اسی معینہ عمل کو انھوں ں ے شریعت کے اصولوں کے مطابق

عمل کا نام ہے۔ گیتا اپنے میں مکمل شریعت ہے اعلیٰ ترین شریعت وید ہیں۔ ویدوں کے جو ہر اپنیشد ہیں اور ان میں کا لب لباب جوگ کے مالک شری کرشن کا یہی کلام 'گیتا' ہے سترہویں اور اٹھارہویں باب میں شریعت کے طریقہ سے مقرر عمل، معینہ عمل، فرض عمل اور عملِ ثواب سے اشارہ کر کے انھوں نے بار بار زور دیا کہ معینہ عمل ہی اعلی افادی ہے، بھلائی کرنے والا ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن کے اتنا زور دینے پر بھی آپ اس معینہ عمل کو نہ کر کے شری کرشن کا کہنا نہ مان کر اٹھا سیدھا تخیل کرتے ہیں کہ جو کچھ بھی دنیا میں کیا جاتا ہے۔ عمل ہے۔ کچھ بھی ترک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ثمرہ کی خواہش مت کرو۔ ہو گیا بے غرض عملی جوگ فرض کا احساس کر کے کرو۔ ہو گیا فرض کا جوگ کچھ بھی کرو۔ معبود کو سپرد کر دو۔ ہو گیا خود دسپردگی کا جوگ۔ اسی طرح یگ کا نام آتے ہی ہم بھوت، یگ (جس میں تمام جانداروں کا خود کے کھانے میں نوالہ دیا جاتا ہے۔) اجداد کا یگ (فطری یگ) (جس میں اجداد کو پانی، تِل وغیرہ دیتے ہیں)

(جس میں مطالعہ اور عبادت کی جاتی ہے۔ ہوم یگ یا دیو یگ (جس میں وشنو وغیرہ دیوتاؤں کو ہَون دیتے ہیں) (مہمان نوازی یعنی پانچ یگ (پانچ یگ) گڑھ لیتے ہیں اور اس کے طریقۂ کار میں، سواہا، سواہا، لفظ بول کر یگ کی چیزیں آگ کو سپرد کر دیتے ہیں اور کھڑے ہو جاتے ہیں اگر شری کرشن نے صاف بیان نہ کیا ہوتو ہم کچھ بھی کریں۔ اگر بیان کیا ہے تو جتنا کہا ہے اتنا ہی مان لیں۔ لیکن ہم مان نہیں پاتے۔ وراثت میں تمام رسم و رواج، عبادت کے طور طریقے ہمارے دماغ کو جکڑے ہوئے ہیں۔ خارجی چیزوں کو کبھی ہم فروخت کر بھاگ بھی نہیں سکتے ہیں۔ لیکن دل میں پہلے ہی سے موجود یہ اسرار دماغ میں بیٹھ کر ہمارے ساتھ چلتے ہیں۔ شری کرشن کے الفاظ کو بھی ہم انہیں کے مطابق ڈھال کر قبول کرتے ہیں۔ گیتا تو بے حد سلیس، عام فہم سنسکرت میں ہے۔ آپ ترتیب کے مطابق

بھی معنی نکالیں تو کبھی شبہہ نہیں ہوگا۔یہی کوشش پیش کردہ کتاب میں کی گئی ہے۔

جنگ

اگر یگ اور عمل ۔دوسوالات ہی صحیح طور پر سمجھ لیں تو جنگ، نسلی تضیف ، دوغلہ، علمی جنگ، عملی جوگ یا مختصر میں مکمل گیتا ہی آپ کے سمجھ میں آجائے کہ ارجن جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ کمان پھینک کر رتھ کے پیچھے والے حصہ میں بیٹھ گیا۔لیکن جوگ کے مالک شری کرشن نے واحد عمل کی نصیحت دے کر عمل کو صرف مستحکم ہی نہیں کیا۔ بلکہ ارجن کو اسی عمل کی راہ پر چلا بھی دیا۔ جنگ ہوئی ،اس میں شک نہیں ، گیتا کے پندرہ بیس اشلوک ایسے ہیں جن میں بار بار کہا گیا: ارجن !تو جنگ کر،لیکن ایک بھی اشلوک ایسا نہیں ہے جو باہری مارکاٹ کی حمایت کرتا ہے۔(قابل غور ہے باب دو، تین ، گیارہ پندرہ اور اٹھارہ) کیونکہ جس عمل پر زور دیا گیا۔وہ تھا معینہ عمل ، جو یکسوئی میں جانے کے بعد طبیعت کو ہر جانب سے سمیٹ کر تصور کرنے سے ہوتا ہے۔ جب عمل کی یہی شکل ہے۔طبیعت یکسوئی اور تصور میں لگی ہے۔تو جنگ کیسی؟ اگر گیتا کے مطابق افادہ جنگ کرنے والے کیلئے ہی ہے تو آپ گیتا کا پلہ چھوڑ دیں۔آپ کے سامنے ارجن کی طرح جنگ کی کوئی حالت تو ہے نہیں ۔دراصل تب بھی وہ حالت موجود تھی اور آج بھی جیسی کی تیسی ہے۔ جب طبیعت کو سب طرف سے سمیٹ کر آپ دل کی دنیا میں تصور کرنے لگیں گے تو خواہش غصہ، لگاؤ، حسد وغیرہ عیوب آپ کی طبیعت کو ٹکنے نہیں دیں گے۔ ان عیوب سے ٹکر لینا ان کا خاتمہ کرنا ہی جنگ ہے۔ دنیا میں جنگ ہوتی ہی رہتی ہے۔لیکن اس سے بھلائی نہیں بلکہ بربادی ہوتی ہے۔اسے سکون کہہ لیں یا حالت کی نزاکت ، دوسرا کوئی سکون اس دنیا میں نہیں ملتا۔سکون تبھی ملتا ہے جب یہ روح اپنے برحق مقام کو حاصل کرے یہی واحد سکون ہے۔جس کے بعد کوئی بے اطمینانی نہیں ہوتی ہے۔لیکن یہ سکون تدبیر سے ملتا ہے اسی کیلئے معینہ عمل کا اصول ہے۔

دوغلہ

اس راہ عمل سے ڈگ جانا ہی دوغلہ ہے۔روح کی خالص نسل ہے روح مطلق۔ اس سے تعلق بنانے والے اعمال سے بھٹک کر قدرت میں مرکب ہو جانا ہی دوغلہ ہے۔ شری کرشن نے صاف عیاں کیا کہ اس اعمال کو کئے بغیر اس مقام کو کوئی حاصل کرتا نہیں اور حاصل کرنے والے عظیم انسان کو عمل کرنے سے نہ کوئی فائدہ ہے۔ نہ چھوڑے سے کوئی نقصان، پھر بھی عوامی فراہم کے لئے وے عمل کا برتاؤ کرتے ہیں ان عظیم انسانوں کی طرح مجھے بھی حاصل ہونے کے قابل کوئی چیز لا حاصل نہیں ہے، پھر بھی میں تابعین کی بھلائی کے خیال سے عمل کا برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر نہ کروں تو سبھی دوغلہ ہو جائیں، عورتوں کے ناقص ہونے سے دوغلہ تو سنا گیا، لیکن یہاں شری کرشن کہتے ہیں کہ اعلیٰ مقام پر فائز عظیم انسان عمل نہ کرے تب لوگ دوغلہ ہو جاتے ہیں۔ اس عظیم انسان کی نقل کر کے عبادت کرنا بند کر دینے سے دنیا میں بھٹکتے رہیں گے۔ دوغلہ ہو جائیں گے، کیونکہ اس عمل کو کر کے ہی اس اعلیٰ بے غرض عمل کی حالت کو، اپنی خالص نسل روحِ مطلق کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

علمی جوگ عملی جوگ

عمل ایک ہی ہے معینہ عمل، عبادت، لیکن اس کو پار کرنے کے نظریات دو ہیں: اپنی قوت کو سمجھ کر، نفع و نقصان کا فیصلہ لے کر اس عمل کو کرنا علمی جوگ ہے۔ اس راہ کا ریاضت کش جانتا ہے کہ ''آج میری یہ حالت ہے، آگے اس راہ میں میرا کردار بدل کر یہ ہو جائے گا، پھر اپنے مقام کو حاصل کروں گا، اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل میں لگتا ہے۔ اپنی حالت کو جان کر چلتا ہے لہذا علمی جوگی کہا جاتا ہے۔ خود سپردگی کیساتھ اسی عمل میں لگنا، نفع و نقصان کا فیصلہ معبود کے حوالے کر کے چلنا بے غرض عملی جوگ راہ بندگی ہے۔ دونوں کے محرک پیر و مرشد ہیں ایک ہی عظیم انسان سے نصیحت لے کر ایک خود کفیل ہو کر اس عمل میں لگتا ہے اور

دوسرا انہیں مرشد پر منحصر ہوکر لگا ہوتا ہے۔ بس فرق اتنا ہی ہے لہذا جوگ کے مالک نے شری کرشن نے کہا: ارجن! علمی جوگ 'सांख्य योग' کے ذریعے جو اعلیٰ حقیقت روبرو ہوتی ہے وہی اعلیٰ حقیقت بے غرض عملی جوگ کے ذریعے بھی حاصل ہوتی ہے۔ جو دونوں کو مساوی دیکھتا ہے وہی حق شناس ہوتا ہے۔ دونوں اعمال کا طریقہ بتانے والا رمز آشنا ایک ہے۔ طریقہ بھی ایک ہی ہے۔ عبادت: خواہشات کا ایثار دونوں کرتے ہیں اور نتیجہ بھی ایک ہی ہے۔ صرف عمل کے نظریات دو ہیں۔

ایک روح مطلق

معینہ عمل، من اور حواس کا ایک مقررہ باطنی عمل ہے۔ جب عمل کی یہی شکل ہے تو باہر مندر، چرچ بنا کر تمام دیوی دیوتاؤں کے بُت یا شبیہہ کی عبادت کرنا کہاں تک مناسب ہے؟ بھارت میں ہندو کہلانے والے سماج (درحقیقت وے ابدی دینی ہے، ان کے آباء واجداد نے ماورا سچائی کی تحقیق کر کے ملک اور غیر ملک میں اس کی تبلیغ کی، اس راہ پر چلنے والا دنیا میں کہیں بھی ہو۔ ابندی دین والا ہے۔ اتنی بڑی عظمت والا سماج خواہشات کے زیر اثر مجبور ہو کر مختلف غلط فہمیوں کا شکار ہو گیا، شری کرشن کہتے ہیں: ارجن! دیوتاؤں پر دیوتا نام کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ جہاں کہیں بھی انسان کی عقیدت سر جھکاتی ہے۔ اس کے پس منظر میں ہی کھڑا ہو کر ثمرہ عطا کرتا ہوں۔ اسی کی عقیدت کو تصدیق کرتا ہوں۔ کیونکہ ہر جگی میرا ہی وجود ہے، لیکن اس کی وہ عبادت کا طریقہ غیر مناسب ہے۔ ان کا ثمرہ فانی ہے خواہشات نے جن کے علم کو سلب کر دیا ہے۔ وے کم عقل لوگ یہی دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں صالح لوگ دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں۔ ملکات ردیہ والے یچھ دیوؤں کو اور ملکات مذموم کے حامل آسیب کی عبادت کرتے ہیں۔ کڑی ریاضت کرتے ہیں۔ لیکن ارجن! وے جسم میں موجود تمام مادہ اور باطن میں موجود مجھ روحِ مطلق کو کمزور کرتے ہیں۔ نہ کہ عبادت کرتے ہیں۔ یقینی طور پر تو انہیں دنیوی خصلت سے مزین جان۔

اس سے زیادہ شری کرشن کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے صاف طور پر کہا: ارجن! پروردگار سبھی جانداروں کے دل میں مقام کرتا ہے۔ صرف اسی کی پناہ میں جا۔ عبادت کی جگہ دل میں ہے۔ باہر نہیں۔ پھر بھی لوگ پتھر پانی، مندر، دیوی، دیوتاؤں کا پیچھا کرتے ہی ہیں۔ انہیں کے ساتھ شری کرشن کی بھی ایک مورت گڑھ کر بڑھا لیتے ہیں۔ شری کرشن کی ہی عبادت پر زور دینے والے ایک تاعمر بت پرستی کی تردید کرنے والے 'بدھ' کی بھی ایک مورت ان کے مقلدوں نے گڑھ لی او لگے عبادت کرنے (چراغ دکھانے)، جب کہ بدھ نے کہا تھا۔ آنند: تتھاگت (گوتم بدھ) کی جسمانی عبادت میں وقت برباد نہ کرنا۔

مندر، مسجد، چرچ، زیارت گاہ، بت اور یادگاروں کے ذریعے پہلے ہونے والے عظیم انسانوں کی یادیں سنجوئی جاتی ہیں۔ جس سے ان کی حصول یابیوں کی یاد آتی رہے۔ عظیم انسانوں میں عورت اور مرد سبھی ہوتے آئے ہیں، جنک کی دختر 'سیتا' پچھلے جنم، میں ایک برہمن کی بیٹی تھی اپنے پدر (باپ) کی ترغیب سے اعلیٰ معبود کو حاصل کرنے کیلئے اس نے ریاضت کی، لیکن کامیاب نہ ہوسکی، دوسرے جنم میں اس نے 'رام' کو حاصل کیا اور خالص علم والی (चिन्मय) لافانی، ابدی طاقت (आदि शक्ति) کی شکل میں معظّمہ ہوئی۔ ٹھیک اسی طرح شاہی خاندان میں پیدا 'میرا' میں روح مطلق کی عقیدت پھوٹ پڑی۔ سارا کچھ ایثار کردہ معبود کی فکر میں لگ گئی۔ دقیق جھیلیں اور کامیاب رہی، ان کی یاد سنجونے کیلئے مندر بنے۔ یادگاریں بنی تاکہ سماج ان کی نصیحتوں سے ترغیب حاصل کرسکے۔ میرا، سیتا، یا اس جانب کا محقق ہر عظیم انسان ہماری مشعل راہ پر ہے۔ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ لیکن اس سے بڑی غلطی کیا ہوگی۔ اگر ہم صرف ان کے قدموں میں پھول چڑھا کر، سندل لگا کر من اپنے فرائض کو پورا سمجھ لیجئے۔

عام طور پر جو جس کا نصب العین ہوتا ہے۔ اس کا مجسم، تصویر، کھڑاؤں اس کا مقام خواہ اس سے متعلق کچھ بھی دیکھنے سننے پر من میں عقیدت اُمڈ آتی ہے۔ یہ بجا ہی

ہے۔لیکن وے ہماری مشعل راہ ہیں۔انہیں کی ترغیب اورحکم کے مطابق ہمیں چلنا ہے۔جو مقام ان کی حقیقی عبادت ہے۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے جو درحقیقت مشعل راہ ہیں۔ان کی بے حرمتی نہ کریں۔لیکن ان پر پھول مالا چڑھانے کو ہی بندگی مان بیٹھنے سے، اتنے کو ہی بھلائی کا ذریعہ مان لینے سے،ہم منزل مقصود سے بہت دور بھٹک جائیں گے۔

اپنی مشعل راہ کی نصیحتوں کو دل نشیں کرنے اوراس پر چلنے کی ترغیب قبول کرنے کیلئے ہی یادگاروں کا استعمال ہے۔ چاہے اسے خانقاہ مندر، مسجد ، چرچ ،مٹھ ویہار ، گرودوارہ یا کچھ بھ نام دے لیں۔ بشرطیکہ ان مرکزوں کا تعلق دین سے ہوتو جس کا مجسمہ ہے،اس نے کیا کیا اور کیا حاصل کیا؟ کیسے ریاضت کی؟ کیسے حاصل کیا؟ صرف اتنی ہی تعلیم لینے کیلئے ہم وہاں پہونچتے ہیں اور پہونچنا بھی چاہئے۔لیکن اگر ان جگہوں پر عظیم انسانوں کے قوموں کے نشانات نہیں بتائے گئے ۔کر کے نہیں سیکھائے گئے۔ بھلائی کا انتظام نہیں ملاتو وہ جگہ غلط ہے۔وہاں آپ کو صرف قدامت ملے گی۔وہاں جانے میں آپ کا نقصان ہے۔ذاتی طور پر گھر گھر،گلی گلی جا کر پیغام پہونچانے کے مقابلہ میں اجتماعی نصیحتوں کے مقامات کی شکل میں ان دینی اداروں کو قائم کیا گیا تھا۔لیکن وقت کے ساتھ آگے چل کرام ترغیب دینے والے مقامات سے،ہی بت پرستی اورقدامتوں نے دین کی جگہ لے لی۔یہیں سے بھٹکاؤ کی حالت پیدا ہوگئی۔

شریعت

شریعتوں کا مطالعہ ضروری ہے،جس سے آپ اس ہدایت شدہ طریقہ کو سمجھ سکیں ، جسے جوگ کے مالک شری کرشن نے معینہ عمل کہا ہے اور جب سمجھ میں آجائے تو فوراً کرنا شروع کردیں۔ذہن سے اترنے لگے،تو دوبارہ مطالعہ کریں۔ یہ نہیں کہ کتاب کو ہاتھ جوڑ کر چاول،سندل چھڑک کر رکھ دیں ۔کتاب راہ نما نشان ہے۔ جو آخری انجام تک ساتھ دیتی ہے۔ دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلیں ۔جب معبود کو دل میں بسالیں ،تو وہ معبود ہی

کتاب بن جائے گا، لہذا ایا دکو سمجھ نا نقصان ،نہیں ہے۔لیکن ان یادگاروں کی عبادت سے مطمئن ہو جانا نقصان دہ ہے۔

دین

(۲/۱۶-۲۹) جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق باطل چیز کا وجود نہیں ہے او حق کی کبھی کمی نہیں ہے۔ روح مطلق ہی حق ہے۔ دائمی ہے۔ لافانی، نا قابل تبدیل اور ابدی ہے،لیکن وہ روح مطلق نا قابل فہم، ماورائے حس اور طبیعت ہے۔اب طبیعت پر قابو کیسے ہو؟ طبیعت کو قابو میں کر کے اس روحِ مطلق کو پانے کے طریقۂ خاص کا نام عمل ہے۔ اس عمل کو عملی جامہ پہنانا ہی دین ہے۔ذمہ داری ہے۔

'گیتا' (باب۲/۴۰) میں لکھا ہے کہ ارجن !اس عملی جوگ میں ابتداء کا خاتمہ نہیں ہے۔اس عمل کی شکل والے دین کا ذرا بھی وسیلہ آمدورفت کے بہت بڑے خوف سے نجات دلانے والا ہوتا ہے یعنی اس عمل کو عملی جامہ پہنا دینا ہی دین ہے۔

اس معینہ (راہ ریاضت) کو ریاضت کش کی خصلت میں موجود صلاحیت کے مطابق چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔عمل کو سمجھ کر انسان جب سے شروع کرتا ہے۔اس ابتدائی دور میں وہ شُدر ہے۔آہستہ آہستہ طریقہ پکڑ میں آیا تو ویشی ہے۔دنیا کے بوال کو جھیلنے کی صلاحیت اور بہادری آنے پر وہی انسان چھتری اور معبود کا مقام حاصل کرنے کی صلاحیت (حقیقی علم)،خصوصی علم (الہام) اس وجود پر منحصر رہنے کی صلاحیت ایسی لیاقتوں کے آنے پر وہی برہمن ہے۔لہذا جوگ کے مالک شری کرشن (گیتا، باب ۱۸/ ۴۶-۴۷) میں کہتے ہیں کہ خصلت میں پائی جانے والی صلاحیت کے مطابق عمل میں لگنا فرض منصبی ہے کم وزنی ہونے پر بھی فطری طور پر حاصل فرض منصبی بہتر ہے۔اور صلاحیت حاصل کئے بغیر ہی دوسروں کے ترقی یافتہ عمل کا اتباع بھی مضر ہے۔فرض منصبی میں مرنا بھی بہتر ہے۔کیوں کہ لباس بدلنے سے لباس بدلنے والا تو بدل نہیں جاتا۔اس کا وسیلہ کا سلسلہ وہی سے پھر

شروع ہو جائے گا۔ جہاں سے چھوٹا تھا۔ زینہ بہ زینہ چڑھ کر وہ اعلیٰ کامیابی لافانی مقام کو حاصل کر لے گا۔

اسی پر پھر زور دیتے ہیں کہ جس روحِ مطلق سے سارے جانداروں کی تخلیق ہوئی ہے، جو سب جگہ جاری وساری ہے، خصلت سے پیدا ہوئی صلاحیت کے مطابق اس کی اچھی طرح عبادت کر کے انسان اعلیٰ کامیابی کا حاصل کر لیتا ہے۔ یعنی معینہ طریقہ سے ایک روحِ مطلق کا غور وفکر ہی دین ہے۔

دین میں دخل کس کا ہے؟ اس معینہ عمل کو کرنے کا اختیار کسے ہے؟ اسے صاف کرتے ہوئے جوگ کے مالک نے بتایا: ''ارجن! بہت بڑا گنہ گار بھی اگر لاشریک عقیدت سے مجھے یاد کرتا ہے (لاشریک یعنی بلا شرکت غیر) میرے سوا دوسرے کسی کو بھی نہ یاد کر صرف مجھے یاد کرتا ہے تو وہ جلد ہی دیندار ہو جاتا ہے'' اس کی روح دین سے مزین ہو جاتی ہے۔ لہذا اشری کرشن کے مطابق دین دار وہ ہے جو ایک روحِ مطلق کے حصول کیلئے معینہ عمل پر کاربند ہوتا ہے۔ دیندار وہ ہے، جو خصلت سے معینہ قوت کے مطابق معبود کی تحقیق میں لگا ہے۔

آخر میں کہتے ہیں کہ ارجن! سارے مذاہب کی فکر چھوڑ کر محض میری پناہ میں ہو جا۔ لہذا ایک روحِ مطلق کیلئے وقف انسان ہی دین دار ہے۔ ایک روحِ مطلق میں عقیدت ساکن کرنا ہی دین ہے۔ اس ایک روحِ مطلق کے حصول کے معینہ عمل کو کرنا دین ہے۔ اس مقام کو حاصل کرنے والا عظیم انسان، خود اطمینان عظیم انسانوں کا اصول ہی دنیا میں واحد دین ہے۔ ان کی پناہ میں جانا چاہئے کہ ان عظیم انسانوں نے کیسے اس روحِ مطلق کو حاصل کیا؟ کس راستہ سے چلے؟ وہ راستہ ہمیشہ ایک ہی ہے۔ اس راستہ سے چلنا دین ہے۔

دین انسانی روش ہے، انسان کے برتاؤ کی چیز ہے۔ وہ برتاؤ صرف ایک ہے۔

”व्यवसायात्मिका बुद्धिरेकेह कुरुनन्दन“(باب۲/۴۱) اس عملی جوگ میں مقررہ طریقہ ایک ہی ہے۔حواس کی کوشش اور من کے کاروبار پر بندش لگا کر روح میں (اعلیٰ ترین برہم) جاری کرنا۔(باب۴/۲۷)

تبدیل دین

ابدی دین کے مخرج بھارت میں بدرواج یہاں تک پن پے کہ مسلمانوں کے حملوں کے وقت ان کا دین حملہ وروں کے ہاتھ کا ایک نوالہ چاول کھانے سے، دو گھونٹ پانی پینے سے برباد ہونے لگا۔ بے دین قرار پانے والے ہزاروں ہندوؤں نے خودکشی کر لی، دین کیلئے وے مرنا جانتے تھے، لیکن دین سمجھیں تب تو، دین تو ہو گیا چھوٹی موئی، چھوٹی موئی کا پودہ چھونے پر مرجھا جاتا ہے لیکن چھوٹتے ہی پھر جیوں کا تیوں ہو جاتا ہے۔ان کا ابدی دین تو ایسا مرجھایا کہ کبھی نہیں پنپا، (دین کا تعلق روح سے ہے) جس ابدی روح کو دنیوی چیزیں چھو بھی نہیں پاتی، وہ کہیں چھو کھانے سے برباد ہوتا ہے؟ آپ تلوار سے مریں، دین چھونیسے مرگیا۔کیا سچ مچ دین برباد ہوا؟ ہرگز نہیں، دین کے نام پر کوئی بدرواج چل رہی تھی، وہ برباد ہوگئی۔

جنہوں نے اس طرح دین تبدیل کر لیا، کیا کوئی دین پا گئے؟ ہندو سے مسلمان بن جانا یا ایک طرح بودوباش سے دوسرے بودوباش میں چلے جانا دین تو نہیں ہے۔اس طرح کے منصوبہ کے تحت سازش کا شکنجہ بنا کر جنہوں نے انہیں بدلا، کیا وے دیندار تھے؟ وے تو اور بھی بڑے بدرواجوں کے شکار تھے۔ہندو اسی میں جا کر پھنس گئے۔غیر ترقی یافتہ اور گمراہ قبیلوں کو مہذب بنانے کیلئے محمد ﷺ نے شادی، طلاق، وصیت، لین، دین، سود، گواہی، قسم، توبہ (کفارہ)، روزی روٹی، کھانا پینا، بودوباش وغیرہ معاملات میں ایک معاشراتی انتظام دیا اور بت پرستی شرک، زنا کاری، چوری، شراب، جوا، ماں دادی وغیرہ سے شادی پر بندش لگائی اور حیض والی عورتوں کے ساتھ مباشرت پر روک لگا کر روزے کے

دنوں میں بھی اس کیلئے ڈھیل دی۔ یہ کوئی دین نہیں تھا۔ایک طرح کا معاشراتی نظام تھا، ایسا کچھ کہہ کرانہوں نے شہوت میں ڈوبے ہوئے سماج اکوادھر سے موڑ کر اپنی طرف مائل کیا۔

حضرت محمد ﷺ صاحب نے جسے دین بتایا۔ ادھر کسی کا خیال ہی نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا تھا کہ جس انسان کی ایک بھی سانس اس خدا کے نام کے بغیر خالی جاتی ہے، اس سے خدا قیامت میں ویسے ہی پوچھتا ہے جیسے کسی گنہ گار سے اس کے گناہ کے بدلے میں باز پرس کی جائے۔جس کے سزا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ۔ کتنے سچے مسلمان ہیں۔جن کی ایک بھی سانس خالی نہ جاتی ہو؟ کروڑوں میں براہی کوئی ہوگا۔ باقی سبھی کی سانس خالی جاتی ہے جس کی سزا وہی ہے جو گناہ گاروں کے لئے ہے۔ بتانے کی ضرورت نہیں دوزخ، محمدؐ صاحب نے انتظام دیا کہ جو کسی کو نہیں پریشان کرتا، جانوروں کو بھی تکلیف نہیں دیتا، وہ خدا کی جانب سے نداءغیب سنتا ہے۔ یہ سبھی جگہوں کیلئے تھا، لیکن بعد والوں نے ایک راستہ نکال لیا کہ مکہ میں ایک مسجد ہے، جس میں ہری گھانس نہیں توڑنی چاہئے اس مسجد میں کسی جانور کو نہیں مارنا چاہئے، وہاں کسی کو ٹھیس نہیں پہونچنی چاہئے اور گھوم پھر کر وہ اسی دائرہ میں کھڑے ہو گئے۔کیا خدا کی جانب سے نداءغیب سننے سے پہلے محمدؐ صاحب نے کوئی مسجد بنوائی تھی؟ کبھی کسی مسجد میں کوئی آیت اتری؟ یہ مسجد تو ان کا مقام رہی ہے، جس میں ان کی یادگار محفوظ ہے۔محمدؐ صاحب کے مفہوم کو تبریز نے سمجھا تھا۔منصور نے جانا تھا، اقبال نے جانا تھا، لیکن وے مذہبی لوگوں کے شاکر ہوئے، انہیں تکلیفیں دی گئیں۔سقراط کو زہر دیا گیا، کیوں کہ وہ لوگوں کو لامذہب بنا رہا تھا۔ایسا ہی الزام عیسیٰ پر بھی لگایا، انہیں دار پر چڑھایا گیا، کیوں کہ وہ تعطیل کے دن بھی کام کرتے تھے، نابینا لوگوں کو بینائی عطا کرتے تھے، ایسا ہی بھارت میں بھی ہے۔ جب بھی کوئی حق شناس عظیم انسان سچ کی طرف اشارہ کرتا ہے، تو ان مندر، مسجد، مٹھ، فروزیارت گاہوں سے جن کی روزی روٹی چلتی ہے، ہائے توبہ کرنے لگتے ہیں، بے دینی بے دینی شور مچانے لگتے ہیں کسی کو ان سے لاکھوں کروڑوں

کی آمدنی ہے،تو کسی کی دال روٹی ہی چلتی ہے حقیقت عام ہونے سے اپنی روزی روٹی کو خطرہ دکھائی پڑتا ہے۔وے سچائی کو پنپنے نہیں دیتے اور نہ کبھی پنپنے دے سکتے ہیں۔اس کے سوا ان کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔قرونِ ماضی میں یہ یاد کیوں محفوظ کی گئی تھی۔اس کا انہیں احساس نہیں ہے۔

گرہستوں کا اختیار

عموماً لوگ پوچھتے ہیں کہ جب عمل کی یہی شکل ہے،جس میں یکسوئی،ضبط نفس، مسلسل فکر اور تصور کرنا ہے۔تب تو گیتا عام گھر بار والوں کیلئے بے کار ہے؟ تب تو گیتا صرف فقیروں کیلئے ہے؟لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہے، گیتا بنیادی طور پر اس کیلئے ہے جو اس راہ کا راہی ہے اور جزئی طور پر اس کیلئے بھی ہے جو اس راہ کا راہی بننا چاہتا ہے گیتا تمام انسانوں کیلئے برابر کا سروکار رکھتی ہے۔صالح گرہستوں کے لئے تو اس کا خاص استعمال ہے، کیوں کہ وہیں سے عمل کی ابتداء ہوتی ہے۔

شری کرشن نے کہا تھا:ارجن!اس بے غرض عملی جوگ میں ابتداء کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا،اس پر کی جانے والی تھوڑی سی بھی ریاضت آواگون کے بہت بڑے خوف سے نجات دلا کر کے ہی چھوڑتی ہے۔آپ ہی بتائیں ،تھوڑی ریاضت کون کرے گا؟ گرہست یا تارک الدنیا؟ گرہست ہی اس کیلئے تھوڑا وقت دے گا یہ اس کیلئے ہی ہے باب ۴/۳۶ میں فرمایا:ارجن! تو اگر سارے گناہ گاروں سے بھی زیادہ گناہ گار ہے،تب بھی علم کی کشتی سے بلاشک پار ہوجائے گا۔زیادہ گناہ گار کون ہے؟ جو مسلسل لگا ہے وہ یا جو ابھی لگنا چاہتا ہے لہذا صالح گرہست کی زندگی سے ہی عمل کی شروعات ہے۔باب ۶/ ۳۷-۴۵ میں ارجن نے سوال کھڑا کیا۔ بندہ پرور! کمزور کوشش والا عقیدت مند انسان اعلیٰ نجات کو نہ حاصل کر کس بدحالی کو پہونچتا ہے؟ شری کرشن نے کہا:ارجن! جوگ سے ڈِگے ہوئے کمزور کوشش والے انسان کا بھی کبھی خاتمہ نہیں ہوتا۔وہ جوگ سے بدعنوان بامرتبہ لوگوں (پاک،

صداقت برتاؤ والے ہی با مرتبہ لوگ ہیں) کے یہاں جنم لے کر جوگی خاندان میں داخلہ پا جاتا ہے ، وسیلہ کے جانب اس کا رجحان ہوتا ہے۔اور تمام جنموں کا سفر طے کرتا ہوا وہیں پہونچ جاتا ہے، جس کا نام اعلیٰ نجات یعنی اعلیٰ مقام ہے۔ یہ کمزور کوشش کون کرتا ہے؟ جوگ سے بدعنوان ہوکر وہ کہاں جنم لیتا ہے؟ گرہست ہی تو بنا، وہیں سے وہ ریاضت کی طرف مخاطب ہوتا ہے۔ باب ۹/۳۰ میں انہوں نے کہا کہ: بے حد بدکردار بھی اگر لاشریک عقیدت سے مجھے یاد کرنے لگے، تو وہ صوفی ہی ہے۔ کیوں کہ وہ پختہ ارادہ کے ساتھ صحیح راہ پر لگ گیا ہے بے حد بدکردار کون ہوگا؟ جو یادالٰہی میں لگ گیا وہ یا وہ جس نے ابھی شروع ہی نہیں گیا؟ باب ۹/۳۲ میں کہا: عورت ویشی، شُدر اور گناہ گار یونیوں والے کیوں نہ ہو، میری پناہ میں آ کر اعلیٰ نجات حاصل کرتے ہیں ہندو ہو، عیسائی ہو، مسلمان ہو، کوئی ہو شری کرشن ایسا کچھ نہس کہتے ، بے حد بدکردار، نیچ ہی کیوں نہ ہو، میری پناہ میں آ کر اعلیٰ نجات حاصل کرتے ہیں۔ لہذا گیتا تمام انسانوں کے لئے ہے۔ صالح گرہست کی زندگی سے ہی اس عمل کی ابتداء ہے، آہستہ آہستہ وہ صالح گرہست جوگی بن جاتا ہے۔ مکمل تارک الدنیا ہو جاتا ہے اور عنصر کا بدیہی دیدار کر کے روحِ مطلق سے نسبت پا جاتا ہے۔ جسے شری کرشن نے کہا کہ: عالم میرا اہم مرتبہ ہے۔

خواتین

گیتا کے مطابق جسم ایک لباس ہے جس طرح بوسیدہ لباس کو ترک کر انسان نیا لباس قبول کر لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح روح اس جسم کے تمثیلی لباس کو ترک کر دوسرا جسم (لباس) قبول کر لیتی ہے۔ آپ جرم (پنڈ) کی شکل میں عورت ہوں خواہ مرد- یہ جسم کی شکلیں ہیں۔ دنیا میں انسان صرف دو طرح کے ہیں۔ فانی اور لافانی۔ تمام جانداروں کا جسم فانی خواہ تغیر پذیر ہے من کے حواس جب ساکن ہو جاتے ہیں تب وہی لافانی انسان ہے اس کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا یہ یادالٰہی کی حالت ہے۔

عورتوں کے متعلق کبھی عزت تو کبھی بے عزتی کا خیال سماج میں بناہی رہتا ہے۔ لیکن گیتا کے ماورائی کلام میں یہ صاف ظاہر ہے کہ شُدر (کم علم) ویشی (طریقۂ کار کا حامل) عورت خواہ مرد کوئی کیوں نہ ہو میری پناہ میں آ کر اعلیٰ نجات حاصل کرتا ہے۔لہذا اس صراط مستقیم میں عورتوں کا بھی وہی مقام ہے جو مردوں کا ہے۔

مادّی خوشحالی

'گیتا' اعلیٰ افادہ تو دیتی ہے ساتھ ہی انسانوں کے لئے ضروری مادّی چیزوں کا بھی بندوبست کرتی ہے۔ باب ۹/ ۲۰-۲۲ میں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ: بہت سے لوگ مقررہ طریقہ سے میری عبادت کر کے بدلے میں جنت کی خواہش کرتے ہیں۔انہیں عظیم جنت کی دنیا حاصل ہوتی ہے۔ میں عطا کرتا ہوں۔ جو مانگوں گے، وہ مجھ سے حاصل ہوگا، لیکن استعمال کے بعد اس کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ کیوں کہ جنت تعیّشات بھی فانی ہیں۔انہیں دوبارہ جنم لینا پڑے گا، ہاں، مجھ سے منسوب ہونے کے بناء پر وے ختم نہیں ہوتے۔ کیوں کہ میں بھلائی کی تمثیل ہوں۔ میں انہیں تعیّشات دیتا ہوں اور آہستہ آہستہ الگ کرا کر پھر انہیں کارثواب میں لگا دیتا ہوں۔

میدان

جس روح مطلق کی پاک زبان کا کلام یہ گیتا ہے، انہوں نے خود چھیتر کا تعارف کرایا کہ ارجن! یہ جسم ہی میدان ہے، جس میں بویا ہوا بھلے اور برے عمل کا بیج تاثر(संस्कार) کی شکل میں نمودار اور بعد میں آرام و تکلیف کی شکل لے کر تلذذ ذات کی شکل میں حاصل ہوتا ہے دنیوی دولت نیچ یونیوں میں لے جانے کیلئے ہے، جب کہ روحانی دولت پروردگار روح مطلق سے نسبت دلاتی ہے مرشد کی قربت سے ان میں فیصلہ کن جنگ کی شروعات ہوتی ہے۔یہی میدان اور عالم میدان کی جنگ ہے۔

شرح نویسوں کا قول ہے: ایک میدان عمل باہر ہے اور دوسرا من کے اندر ہے۔ گیتا کا مطلب خارجی ہے، دوسرا داخلی، لیکن ایسا کچھ نہیں ہے مقرر ایک بات کہتا ہے، لیکن سننے والے اپنی سمجھ کے مطابق ہی اسے پکڑ پاتے ہیں لہذا مختلف معنی محسوس ہوتے ہیں۔ راہ ریاضت پر بتدریج چل کر جو بھی انسان شری کرشن کی سطح پر کھڑا ہو جائے گا تو جو منظر شری کرشن کے سامنے تھا، وہی اس کے بھی سامنے ہوگا۔ وہی عظیم انسان ان کے ولی احسانات کو ، گیتا کے اشاروں کو سمجھ سکتا ہے، سمجھا سکتا ہے۔

گیتا کا ایک بھی اشلوک خارجی عکاسی نہیں کرتا۔ کھانا، پہننا، رہنا آپ جانتے ہی ہیں۔ بود و باش ، تسلیم شدگی ، دنیوی رسم ورواج میں جگہ، وقت اور حالات کے مطابق تبدیلی قدرت کی دین ہے۔ اس میں شری کرشن آپ کو کون سا انتظام دیں؟ کہیں لڑکیوں کی زیادتی ہے، کئی شادیاں ہوتی ہیں۔ تو کہیں ان کی تعداد کم ہے کہیں کہیں بھائیوں کے درمیان ایک بیوی رہ لیتی ہے، اسی میں شری کرشن کون سا انتظام دیں۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد جاپان میں آبادی کی کمی ایک مسئلہ بن گئی تو تیس بچوں کو جنم دینے والی ایک عورت کو ''مدر لینڈ'' (مادر وطن) کے خطاب سے نوازہ گیا۔ وید کے وقت کے بھارت میں پہلے دس بچے پیدا کر نے کا دستور تھا۔ ''ایک یا دو بچے ہوتے ہیں گھر میں اچھے'' کا نعرہ لگ رہا ہے۔ شاید وے نہ رہیں تو ملک کیلئے فکر کی بات نہیں ، مسائل کا حل ہی ہوتا ہے ۔شری کرشن اس میں کون سا انتظام دیں؟

شرف

خواہش ،غصہ، لالچ ،فرفتگی کے کہیں مدرسے نہیں کھلے ہیں۔ پھر بھی ان عیوب میں بچے، بڑے اور ہوشمندوں سے کہیں زیادہ ماہر نکلتے ہیں۔ اس میں شری کرشن کیا نصیحت دیں؟ یہ سب کچھ تو قدرتی طور پر اپنے آپ ہوتا ہے۔

کبھی وید پڑھا جاتے تھے، تیر اندازی اور جنگ گرز کی تعمیل دی جاتی تھی۔ آج

ان کی تعمیل کون حاصل کرتا ہے؟ آج جو طمنچہ چلا رہے ہیں، خود کار آلات کا زمانہ ہے۔ کبھی رتھ ہانکنا سیکھنا پڑتا تھا۔ گھوڑوں کی لید پھینکنی پڑتی تھی۔ آج موٹروں کا تیل صاف کیا جاتا ہے، اس بارے میں شری کرشن کیا بتائیں؟ کہہ دیں کہ گھوڑوں کی اس طرح مالش مت کرو۔ باہر آپ کو کیسا انتظام دیں؟ پہلے سواہا، لفظ بولنے سے بارش ہوتی تھی۔ آج من کے موافق فصل لینے لگیں ہیں۔ جوگ کے مالک کہتے ہیں کہ قدرت سے پیدا ہوئی انہیں اپنے

مطابق ڈھالنے میں قادر ہیں۔ علم مادیات، علم معاشرت، علم الاقتصاد، علم کلام وہ گڑھتا ہی رہتا ہے ایک ہی چیز ایسی ہے جو انسان نہیں جانتا، نہیں پہنچانتا، وہ ہے تو اسی کے قریب لیکن وہ اس سے غافل ہے گیتا سن کر ارجن کی وہی یادداشت لوٹ آئی تھی۔ وہ یاد ہے روح مطلق کی، جو دل کی دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے بہت دور ہے۔ اسی کو انسان حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن راستہ نہیں پاتا، صرف بھلائی کی راہ سے ہی انسان ناواقف ہے، فرفتگی کا پردہ اتنا موٹا ہے کہ اس جانب سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ ان عظیم انسان نے آپ کیلئے وقت دیا ہے، اس عمل کو صاف کیا ہے۔ جسے کرنے کی ہدایت گیتا میں ہے، گیتا خاص طور سے یہی عطا کرتی ہے۔ مادی چیزیں بھی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن شرف کے مقابلہ میں دنیا داری ناقابل شمار ہے۔

جوگ کا عطا کار

جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق فلاح کی راہ کا علم، اس کو حاصل کرنے کا وسیلہ اور اس کا حصول مرشد سے ہوتا ہے۔ اِدھر اُدھر زیارت گاہوں میں بہت بھٹکنے یا بہت محنت سے یہ تب تک حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کسی صوفی کے ذریعہ نہ حاصل کیا جائے۔ باب ۴/۳۴ میں شری کرشن نیکہا: ارجن! تو کسی رمز شناس عظیم انسان کی قربت میں جا کر، اچھی طرح آداب بجا کر صاف دل سے خدمت کر کے، سوال کر کے اس علم کو حاصل کر

حاصل کرنے کا واحد طریقہ ہے۔ کسی عظیم انسان کی قربت اوران کی خدمت گزاری، ان کے مطابق چل کر جوگ کی منزل حاصل کرنے کے دور میں حاصل کرے گا۔ باب ۱۸/ ۱۸ میں انہوں نے بتایا کہ کامل یعنی حق شناس عظیم انسان علم یعنی جاننے کا طریقہ اور قابل علم روح مطلق تینوں عمل کے محرک ہیں، لہذا شری کرشن کے مطابق عظیم انسان ہی عمل کے ذریعہ ہیں۔ نہ کہ صرف کتاب، کتاب تو ایک نسخہ ہے، نسخہ یاد کرنے سے کوئی صحت مند نہیں ہوتا ہے بلکہ اسے عمل میں لانا پڑتا ہے۔

دوزخ

باب ۱۶/ ۱۶ میں دنیوی دولت کا بیان کرتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ تمام طرح سے گمراہ طبیعت والے فرفتگی میں پھنسے، دنیوی خصلت والے انسان ناپاک جہنم میں صاف کرتے ہیں کہ، مجھ سے کینہ رکھنے والے بدذات لوگوں کو میں بار بار شیطانی شکلوں (یونیوں) میں گراتا ہوں۔ تکلیف دہ شیطانی یونیوں میں گراتا ہوں۔ یہی جہنم ہے۔ اس جہنم کا دروازہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ خواہش، غصہ اور لالچ جہنم کے تین دروازے ہیں۔ جس میں دنیوی دولت ساخت ہوئی ہے۔ لہذا بار بار حشرات الأرض، جانور وغیرہ یونیوں میں آنا ہی جہنم (دوزخ) ہے۔

بخشش جرم (पिण्डदान)

پہلے باب میں غمزدہ ارجن کو اندیشہ تھا کہ جنگ کی بناء پر ہونے والے قتل عام سے مرحومین بخشش جرم اور نذر سے محروم رہ جائیں گے۔ مرحومین گر جائیں گے، اس پر بندہ پرور شری کرشن نے کہا کہ ارجن! تیرے اندر یہ جہالت کہاں سے آگئی؟ بخشش جرم کے رواج کو شری کرشن نے جہالت بتایا اور بتایا کہ-جس طرح بوسیدہ لباس کو ترک کر انسان نیا لباس پہن لیتا ہے ٹھیک اسی طرح یہ روح بوسیدہ جسم کو ترک کر اسی وقت جسمانی شکل والا نیا

لباس قبول کر لیتی ہے۔ یہاں جسم کو بدلا ہے۔ اس کے انتظامات سابق دستور ہیں تو کھانا (بخشش جرم) آسنی، پلنگ، سورائی، مکان یا پانی وغیرہ سے کس کی آسودگی درکار ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جوگ کے مالک اسے جہالت کہا۔ باب ۱۵/ ۷ میں اسی پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: یہ روح میری ابدی جزء ہے، شکل ہے اور من کے ساتھ پانچوں حواس کے کاروبار سے پیدا ہونے والے تاثرات(संस्कार) کو لے کر دوسرے جسم کو قبول کر لیتی ہے اور من کے ساتھ چھ حواس کے ذریعے اگلے جسم میں تعیّشات کا لطف اٹھاتی ہے روح نے جس جسم کو قبول کیا وہاں بھی عیش وعشرت موجود ہے۔ پھر بخشش جرم کی کیا ضرورت ہے؟

ادھر ایک جسم کو ترک کیا۔ ادھر دوسرے جسم کو قبول کیا وہ روح سیدھے اس جسم میں داخل ہوجاتی ہے۔ درمیان میں کوئی پڑاؤ نہیں کوئی جگہ نہیں تو ہزاروں پشتوں کے مرحومین کا لامحدود وقت سے پڑا رہنا اور ان کا رزق خاندانی روش کے مطابق طے کرنا اور قفس میں قید پرندہ کی طرح ان کی چھٹ پٹاہٹ، زوال محض ایک جہالت ہے۔ لہٰذا شری کرشن نے اس کو جہالت بتایا۔

عذاب وثواب

اس سوال پر معاشرہ میں تمام غلط فہمیاں ہیں، لیکن جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق ملکات ردیہ سے پیدا ہوئے یہ خواہش اور غصہ، عیش وعشرت سے کبھی نہ آسودہ ہونے والے بہت بڑے گناہ گار ہیں۔ یعنی خواہش ہی واحد گناہ گار ہے۔ عذاب کا مخرج ہوس ہے۔ خواہشات ہیں، یہ خواہشات رہتی کہاں ہیں؟ شری کرشن نے بتایا کہ: حواس، من اور عقل ان کے رہنے کے مقامات بتائے جاتے ہیں۔ جب عیوب جسم میں نہیں، من میں ہی ہوتے ہیں تو جسم کی صفائی کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟

بقول شری کرشن اس من کی طہارت ہوتی ہے۔ نام کی وِرِد سے۔ تصور سے، اس دور کے کسی رمز شناس عظیم انسان کی خدمت ہے۔ ان میں عقیدت سے، جس کیلئے باب

اختتام

۴/۳۴ میں حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ 'तद्विद्धि प्रणिपातेन' خدمت اور سوال کر کے اس علم کو حاصل کر، جس سے سبھی عذاب ختم ہو جاتے ہیں۔

باب ۳/۱۳ میں انہوں نے کہا کہ: یگ کا تبرک کھانے والے عابد حضرات تمام گناہوں سے نجات پا جاتے ہیں اور جو جسم حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔ وے گناہ گار عذاب ہی کھاتے ہیں۔ یہاں یگ فکر کا ایک معینہ طریقہ ہے، جس سے من میں موجود متحرک وساکن ہر شیٔ کے دنیوی تاثرات (संस्कार) جل جاتے ہیں۔ باقی محض رب ہی بچتا ہے۔ لہذا جسم کی پیدائش کی جو وجہ ہیے، وہی عذاب ہے اور جو اس لافانی عنصر کو دلانے والا ہے، جس کے بعد کبھی جسم حاصل نہ کرنا پڑے، وہی ثواب ہے۔

باب ۷/ ۳۹ میں کہتے ہیں کہ: میری پناہ میں ہو کر ضعیفی وموت اور عیوب سے آزاد ہونے کیلئے کوشاں، صالحین جن انسانوں کا گناہ ختم ہو گیا ہے وے مکمل ذات مطلق کو سارے اعمال، ساری روحانیت کو اور مجھے اچھی طرح جانتے ہیں وہ مجھے جان کر میرے ہی اندر موجود رہتے ہیں لہذا عمل ثواب وہ ہے، جو ضعیفی وموت اور عیوب سے اوپر اٹھا کر برحق کی جانکاری اور اسی معبود سے ہمیشہ کیلئے منسوب کراتا ہے اور جو آمد ورفت، ضعیفی اور موت، دکھ پہونچانے والے عیوب کے دائرے میں گھما کر رکھتا ہے وہی عمل عذاب ہے۔

باب ۱۰/۳ میں کہتے ہیں: جو مجھ آواگون سے عاری، ابتداء اور انتہاء سے مبّرا اعظیم رب العالمین کو بدیہی دیدار کے ساتھ جان لیتا ہے، وہ انسان فنا پذیر انسانوں میں علم داں ہے اور ایسا علم رکھنے والا تمام عذابوں سے نجاب پالیتا ہے۔ لہذا بدیہی دیدار کے ساتھ ہی سارے عذابوں سے چھٹکارا ملتا ہے۔

لب لباب یہ ہے کہ بار آمد ورفت کی وجہ ہی عذاب ہے اور جو اس سے بچا کر دائمی روح مطلق کی طرف مخاطب کرا دے۔ اعلیٰ سکون کو حاصل کرا دے۔ وہی عمل ثواب ہے۔ سچ بولنا، صرف اپنی محنت کا کھانا، عورتوں کے ساتھ ماں جیسا برتاؤ، ایمانداری وغیرہ بھی اس

نیک عمل کے مددگار حصے میں،لیکن بہترین ثواب ہے۔روح مطلق کا حصول، جوواحد معبود کی عقیدت کوتوڑتا ہے، وہ عذاب ہے۔

سارے عابد ایک

'گیتا' باب۴/۱میں بندہ پرور شری کرشن نے بتایا کہ:اس لافانی جوگ کا کلپ (بدلاؤ) کے شروع میں مَیں نے سورج کے متعلق کہا تھا۔لیکن شری کرشن کے ماسبق تاریخ خواہ دیگر کسی بھی شریعت میں کرشن کے نام کا ذکر نہیں ملتا۔

درحقیقت شری کرشن ایک کامل جوگ کے مالک ہیں، وے ایک غیر مرئی اور لافانی مقام والے ہیں۔جب کبھی روح مطلق سے ملانے والے عمل یعنی جوگ کی شروعات کی گئی تو اسی مقام پر فائز کسی عظیم انسان نے کی، چاہے وہ 'رام' ہو یا عارف 'جرتھستر' ہی کیوں نہ رہے ہوں؟ بعد کے وقت میں یہی نصیحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ،محمد ﷺ ،گرونانک وغیرہ چاہے جس کسی نے دی، دی کرشن نے ہی۔

لہٰذا سبھی عظیم انسان ایک ہی ہیں۔سب کے سب ایک ہی مرکز پر پہونچ کر ایک ہی شکل کو حاصل کرتے ہیں۔یہ مرتبہ ایک اکائی ہے۔تمام انسان اس راستہ پر چلیں گے مگر جب حاصل کریں گے،ایک ہی مرتبہ کو حاصل کریں گے۔ایسے مقام کو حاصل کرنے والے عابد کا جسم محض ایک مکان بھر رہ جاتا ہے۔وے خالص خودکفیل ہیں۔ایسی حالت والوں نے کبھی کچھ کہا تو وہ ایک جوگ کے مالک نے ہی کہا۔

عابد کہیں نہ کہیں تو پیدا ہوتا ہی ہے مشرق خواہ مغرب میں سیاہ یا سفید خاندان میں۔پہلے سے مروجہ کن ہی مذہبوں کے ماننے والوں کے درمیان خواہ کم عقل قبیلوں میں، عام سی زندگی بسر کرنے والے غریب خواہ امیروں میں پیدا ہوکر بھی عابد ان کی رسم ورواج والا نہیں ہوتا۔وہ تو اپنی منزل مقصود روح مطلق کو پکڑ کر اپنے مقصد یعنی روح مطلق کی جانب بڑھ جاتا ہے، وہی ہو جاتا ہے ان کی نصیحتوں میں ذات، پات، نسلی تفرقہ اور امیر

وغریب کی دیواریں نہیں رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی نظر میں عورت و مرد کا فرق بھی نہیں رہ جاتا ہے۔ (دیکھیں: گیتا۱۵/۱۶) द्वाविमौ पुरुषौ लोके دنیا میں یہ دو طرح کے انسان ہیں۔

عظیم انسانوں کے بعد ان کے پیرو اپنا فرقہ بنا کر محدود ہو جاتے ہیں کسی عظیم انسان کے پیرو یہودی ہو جاتے ہیں تو کسی کے پیرو عیسائی، مسلمان، سناتنی وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دیواروں سے سنت (عابد) کا تعلق کبھی بھی نہیں ہوتا۔ عابد نہ کوئی فرقہ پرست ہے اور نہ کسی ذات کا، عابد، عابد ہے۔ اسے کسی معاشراتی جماعت میں نہ سمیٹیں۔

لہذا دنیا بھر کے عابدوں کی چاہے کسی قبیلے میں ان کی پیدائش ہوئی ہو چاہے کسی مذہب (فرقہ) والے ان کی عبادت زیادہ کرتے ہوں۔ کسی فرقہ بندی کے زیر اثر ایسے عابدوں کی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیوں کہ وے غیر جانب دار (خود مختار) ہیں۔ دنیا کے کسی بھی جگہ پر پیدا ہوا عابد مذمت کے قابل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اپنے اندر موجود عالم الغیب روح مطلق کو کمزور کرتا ہے۔ اپنے کو روح مطلق سے دور کر لیتا ہے خود اپنا نقصان کرتا ہے دنیا میں پیدا ہونے والوں میں اگر آپ کا کوئی سچا خود خیر خواہ ہے تو عابد ہی، لہذا ان کے متعلق رواداری کا ہونا۔ دنیا بھر کے لوگوں کا بنیادی فرض ہے۔ اس میں کوتاہی کرنا خود کو دھوکہ دینا ہے۔

وید

گیتا میں وید کا تذکرہ بہت آیا ہے۔ لیکن کل ملا کر وید محض راہ نما نشان ہیں۔ (Mile Stone) منزل تک پہونچ جانے سے اس انسان کیلئے ان کا استعمال ختم ہو جاتا ہے۔ باب ۳/۵۴ میں شری کرشن نے کہا: ارجن! وید تینوں صفات تک ہی روشنی دینے میں قادر ہیں۔ تو ویدوں کے کام کے دائرہ سے اوپر اٹھ۔ باب ۲/۴۶ میں کہا: ہر طرف سے بھری ہوئی پاک وصاف جھیل کے حاصل ہونے پر چھوتے تالاب سے انسان کا جتنا واسطہ رہ جاتا ہے اچھی طرح معبود کا علم رکھنے والے عظیم انسان یعنی برہمن کا ویدوں

سے اکتناہی واسطہ رہ جا تا ہے،لیکن دوسروں کیلئے تو ان کا استعمال ہے ہی۔ باب ۸/ ۲۸ میں انہوں نے کہا: ارجن! مجھے عنصر کیساتھ اچھی طرح سے جان لینے پر جوگی وید، یگ، ریاضت،صدقہ وغیرہ کے نیک ثمرہ کو پار کرابدی مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔یعنی جب تک وید زندہ ہیں۔ یگ کرنا باقی ہے۔تب تک ابدی مقام کاحصول نہیں ہے باب ۱۵/ ۱میں بتایا: اوپر روح مطلق ہی جس کی جڑ ہے۔ نیچے حشرات الارض تک قدرت جس کی شاخیں در شاخیں ہیں۔ درنیاایسا پیپل کاایک لافانی درخت ہے جواپنے جڑ کے ساتھ جانتا ہے وہ وید کا عالم ہے۔ اس علم کا مدرک عظیم انسان ہے، اس کے ذریعے ہدایت کردہ یاد الٰہی ہے۔کتاب خواہ مکتب بھی انہیں کی طرف ترغیب دیتے ہیں۔

اوم

شری کرشن کی رہبری میں'اوم' کے ورد کا اصول پایا جاتا ہے۔ باب ۷/ ۸-اونکار میں ہوں ۸/۱۳ - 'اوم' کا ورد اور میرا تصور کر: باب ۹/ ۱۷ - قابل علم طاہر اونکار میں ہوں۔ باب۱۰/۳۳-حروف میں'اَ' سے شروع ہونے والا (اکار) ہوں۔ باب ۱۰/ ۲۵ زبانوں میں ایک حرف میں ہوں۔ باب ۱۷/۲۳ 'اوم' تت اور ست قادر مطلق کا مظہر ہے، باب ۱۷/۲۴ یگ،صدقہ اورریاضت کے اعمال کی ابتداء'اوم' سے ہی ہوتی ہے لہذا شری کرشن کے مطابق اوم کا ورد بے حد ضروری ہے۔جس کا طریقہ کسی پہونچے ہوئے عظیم انسان سے سیکھیں۔ گیتا میں بیان کیا گیا علم ہی خالص یادداشتِ منو(नु स्मृति) گیتا مورث اول مہاراجِ منو سے بھی پہلے ظاہر ہوئی ہے۔

इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवान हम व्ययम् ।,(4 / 1)

ارجن! اس لافانی جوگ کو میں نے کلپ (कल्प) کی ابتداء میں سورج سے کہا اور سورج

نے منو سے کہا۔منو نے اسے سنکرا اپنی یادداشت میں قبول کیا، کیوں کہ سنی گئی چیز من کی یادداشت میں ہی محفوظ کی جا سکتی ہے ۔ اسی کو منو نے راجا اچھواکو سے کہا ۔ (इक्ष्वाकु)اچھواکو سے شاہی عارفوں نے جانا اور اِس اَہم دور سے یہ لا فانی جوگ اس دنیا میں پوشیدہ ہوگیا۔شروع میں کہنے اور سننے کی روایت تھی۔لکھا بھی جا سکتا ہے۔ایسا تصور نہیں تھا۔منومہاراج نے اِسے ذہنی طور پرقبول کیااور یادداشت کی روایت مروجہ کی۔لہذا یہ گیتامیں بیان کیا گیاعلم ہی خالص یادداشت منو(मनु स्मृति)ہے۔

بندہ پرور نے یہ علم منو سے بھی پہلے سورج سے کہا تو اسے یادداشت سورج (सूर्य स्मृति) کیوں نہیں کہتے؟ دراصل سورج روشن زدہ قادر مطلق(परमात्मा) کا وہ حصہ ہے ۔جس سے انسانی تخلیق ہوئی ۔ بندہ پرور شری کرشن فرماتے ہیں،،میں ہی اول ذی حس (चेतन) بشکل تخم پدر ہوں،قدرت حمل قبول کرنے والی مادر ہے!،،وہ بشکل تخم پدر سورج ہے۔سورج ذات مطلق کی وہ عظیم طاقت ہے جس نے انسان کی تخلیق کی۔وہ کوئی فرد نہیں تخم ہے۔جہاں ذات مطلق کے اس پرنور جلال سے انسان کی پیدائش ہوئی۔اس جلال میں وہ گیتا میں بیان کیا گیاعلم بھی نشر کیا یعنی سورج سے کہا۔سورج نے اپنے پسر منو سے کہا،لہذا وہ یادداشت منو ہے(मनु स्मृति)۔سورج کوئی فرد نہیں،تخم ہے۔

بندہ پرور شری کرشن فرماتے ہیں،وہی قدیم جوگ میں تیرے واسطے کہنے جا رہا ہوں۔تو میرا عزیز بندہ ہے،صادق دوست ہے۔ارجن ذہین تھا،صادق راست گوتھا۔اس نے سوال پر سوالوں کی قطار کھڑی کر دی کہ آپ کی پیدائش تو اب ہوئی ہے،اورسورج کی پیدائش تو بہت پہلے ہوئی ہے۔اسے آپ نے ہی سورج سے کہا،یہ میں کیسے مان لوں،اس طرح بیس پچیس سوالات اس نے کھڑے کئے ۔گیتا کے اختتام تک اس کے سارے سوالات ختم ہو گئے،تب بندہ پرور نے ،جو سوالات ارجن نہیں کر سکتا تھا، جو اسکے لئے مفید تھے ،ان

سوالات کوخود اٹھایا اور حل دیا۔ باالآخر بندہ پرور نے فرمایا، ارجن ! کیا تو نے میری نصیحتوں کو یکسود ماغ ہوکرِ سنا؟ کیا فریفتگی سے پیدا ہوئی تیری لاعلمی ختم ہوئی۔ارجن نے کہا!

ارجن نے کہا!

नस्टो मोहःस्मृतिर्लब्धा त्वत्प्रसादान्म याच्युत ।

स्थितो ड ह्मिम गत संदेहः करिब्ये वचनं तव ।। 18/73

بندہ پرور ! میری فریفتگی ختم ہوئی ۔ میں نے (स्मृति) یادداشت کو حاصل کرلیا ہے۔ صرف سنا بھرنہیں بلکہ (स्मृति) یادداشت قبول کرلیا ہے۔ میں آپ کے حکم کے مطابق عمل کروں گا، جنگ کروں گا۔اس نے کمان اٹھالیا، جنگ ہوئی، فتح حاصل کی، ایک خالص اقتدار کا قیام ہوا، اورایک دینی شریعت کی شکل میں وہ قدیمی دینی شریعت گیتا پھر سے نشرواشاعت آ گئی۔ گیتا آپ کی اول دینی شریعت ہے۔یہی (मनु स्मृति) یادداشت منو ہے، جسے ارجن نے اپنی یادداشت میں قبول کیا تھا۔منو کے سامنے دو کتابوں کا تذکرہ ہے، ایک تو پدر سے حاصل ہوئی گیتا، دوسرے وید منو کے سامنے نازل ہوئے۔ تیسری کوئی کتاب ،منو کے دور میں ظاہر نہیں ہوئی تھی ۔ اس وقت لکھنے لکھانے کا رواج نہیں تھا، اس لئے علم کوشنیدہ یعنی سننے اور یادداشت کے قرطاس (کینواس) پرنقش کرنے کا رواج تھا۔ جن سے انسانوں کی تخلیق ہوئی، تخلیق کے اول انسان ان منومہاراج نے وید کوشنید (श्रुति) اور گیتا کو یادداشت (स्मृति) کی عزت عطا کی۔

وید منو کے سامنے نازل ہوئے تھے، اِنہیں سنے یہ سننے کے قابل ہیں ۔ بعد میں بھلے ہی اِنہیں بھول جائیں تو کوئی نقصان نہیں ، لیکن گیتا (स्मृति)

یادداشت ہے، ہمیشہ یادرکھیں ۔ یہ ہرانسان کو ہمیشہ رہنے والی زندگی ہمیشہ رہنے والاسکون ہمیشہ رہنے والی خوش حالی ،اورشوکتوں سے لبریز زندگی حاصل کرانے والا خدادادنغمہ ہے۔ بندہ پرور نے فرمایا، ارجن اگرتوانانیت (گمان) کے تحت میری نصیحتوں کونہیں سنے گا، تو برباد ہو جائیگا یعنی گیتا کی نصیحتوں کونظرانداز کرنے والا برباد ہو جاتا ہے۔ باب پندرہ کے آخری شلوک (۱۵/۲۰) میں بندہ پرور نے فرمایا، इति गुह्यतमं शास्त्र मिद मुक्तं मया नध। یہ بصیغۂ راز سے بھی بیحد بصیغۂ راز شریعت میرے ذریعہ کہی گئی ۔ اِسے عنصر سے جان کرتو سارے علموں اوراعلیٰ شرف کو حاصل کرلے گا ۔ باب سولہ کے آخری دو شلوکوں میں فرمایا' यः शास्त्रविधिमुत्सृज्य वर्तते कामकारतः। اس طریقۂ شریعت کو ترک کر،خواہشات سے راغب ہوکر دوسرے طریقوں سے جویادکرتے ہیں، انکی زندگی میں نہ سکھ ہے، نہ خوشحالی ہےاور نہ اعلیٰ نجات ہی ہے۔ ' तस्माच्छास्त्रं प्रमाणंकार्याकार्यव्यवस्थितौ ।,

لہٰذاارجن ! تیرے فریضہ اور غیر فریضہ کے انتظامات کے تحت یہ شریعت ہی سند ہے۔ اسکو اچھی طرح مطالعہ کراس کے بعدعمل کر۔ تو مجھ میں قیام کرے گا، لافانی مقام کوحاصل کرلے گا۔ ہمیشہ قائم رہنے والی زندگی ہمیشہ رہنے والاسکون اورشوکت کوحاصل کرلے گا۔

گیتا یادداشت منو(मनु स्मृति) ہے اور بندہ پرور شری کرشن کے مطابق گیتا ہی دینی شریعت ہے۔ دوسری کوئی شریعت نہیں کوئی دوسری یادداشت (स्मृति) نہیں ہے۔ سماج میں مروجہ مختلف قسم کی (स्मृतिया) یادداشتیں گیتا کے فراموش ہوجانے کے برے نتائج ہین ۔ (स्मृतिया) یادداشتیں چند راجاؤں کی سرپرستی میں لکھی معاشرہ میں اونچ نیچ کی دیوار کھڑی کرنے ، اِسے قائم رکھنے کے طریقے ہیں ۔ منو کے نام پرشائع شدہ مذکورہ یادداشت منو(मनु स्मृति) میں منو کے دور کے ماحول کی عکاسی نہیں ہے۔ اصل یادداشت (मनु

स्मृति) گیتاایک قادر مطلق (परमात्मा) کو ہی حق مانتی ہے، اس میں تحلیل دلاتی ہے، لیکن موجودہ ددور میں مروجہ تقریبا ۱۶۴(स्मृतिया) قادر مطلق (परमात्मा) کا نام تک نہیں لیتیں، نہ قادر مطلق کے حصول کے طریقوں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ وے صرف جنت کے تحفظ (ریزرویشن) تک ہی محدودرہ کرنیست، (न अस्ति) جو ہے نہیں اسی کی حمایت کرتی ہیں۔ نجات کا ان میں تذکرہ تک نہیں ہے۔

عظیم انسان خارجی اور داخلی، عملی اور روحانی، رسم دنیا اور حقیقی وید سے متعلق رواج دونوں کا علم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام سماج کو عظیم انسانوں نے رہن سہن کا طریقہ بتایا اور ایک عزت بخش انتظام دیا۔ وشسٹھ شنکراچاریہ خود جوگ کے مالک شری کرشن، مہاتما بدھ، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد ﷺ، رام داس، دیانند، گروگوبند سنگھ وغیرہ ہزاروں عظیم انسانوں نے ایسا کیا۔ لیکن یہ انتظامات وقتی ہوتے ہیں۔ مصیبت زدہ معاشرہ کو مادیاتی چیزیں عطا کرنا سچائی نہیں ہے، دنیوی الجھنیں لحاتی ہیں دائمی نہیں۔ لہذا ان کا حل بھی حسب ذیل ہوتا ہے۔ اسے دائمی انتظام کی شکل میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔

منتظم

معاشراتی تغیرات کو عظیم انسان سلجھایا کرتے ہیں۔ اگر انہیں نہ سلجھایا جائے تو علم اور بیراگ سے مزین اعلیٰ ریاضت کی بات کون سنے گا۔ انسان جس ماحول میں پھنسا ہے اسے وہاں سے ہٹا کر حقیقت کو جاننے کی حالت میں لانے کے لئے طرح طرح حرص وہوس دی جاتی ہے۔ اس کیلئے عظیم انسان جس الفاظ کا استعمال کرتے ہیں کوئی انتظام دیتے ہیں وہ دین نہیں ہے۔ اس سے سودوسوسال کا انتظام ملتا ہے۔ چارچھوسوسال کیلئے نظیر بن جاتا ہے اور ہزار دو ہزار سال میں وہ معاشراتی ایجاد نئے حالات کے ساتھ ساتھ بے جان ہوجاتا ہے۔ گروگوبند سنگھ کے معاشراتی انتظام میں صلاح لازمی تھا۔ کیا اب اس شمشیر کا صلاح کی جگہ پر کوئی معقولیت ہے؟ عیسیٰ مسیح گدھے پر بیٹھتے تھے ہندی

گدھا کے متعلق ان کے دیئے گئے انتظامات کا آج کیا استعمال ہے۔ انہوں نے کہا: کسی کا گدھا مت چراؤ، آج گدھا کون پالتا ہے؟ اسی طرح جوگ کے مالک شری کرشن نے اس وقت کے معاشرہ کو حسب حال منظّم کیا۔ جس کا بیان مہابھارت، بھاگود وغیرہ کتابوں میں ہے۔ ساتھ ہی ان کتابوں میں انہوں نے حقیقت کی بھی جہاں تہاں عکاسی کی۔ اعلی رفاہی ریاضت اور دنیوی انتظامات کے احکام کو ایک میں ملا دینے سے معاشرہ عنصر کے فیصلہ کن سلسلہ کو مکمل طور پر نہیں سمجھ پاتا، دنیوی انتظامات کو جیسے کو تیسا نہیں بلکہ بڑھا چڑھا کر قبول کرتا ہے کیونکہ وہ دنیوی ہے۔ عظیم انسان نے کہا، ایسا کہہ کر ان انتظامات کیلئے عظیم انسانوں کی دہائی بھی دیتے ہیں۔ وے عظیم انسان حقیقی عمل کو توڑ مروڑ کر اسے گمراہ کن بنا دیتے ہیں۔ وید، رامائن، مہابھارت، بائبل، یران سب کے متعلق پہلے سے چلے آرہے ہیں اسرار کے خیالات باقی ہیں۔

گیتا تمام انسان کے لئے

پتنجلی وغیرہ مختلف عظیم انسانوں نے اعلیٰ شرف کے حقیقی طریقہ کو معاشراتی نظام سے ہٹا کر الگ الگ طرح سے پیش کیا۔ جوگ کے مالک شری کرشن نے بھی الگ کرنا افادی سمجھا، افضل مستحق کے متعلق ہی انہوں نے اس کا اظہار کیا شری کرشن نے بار بار کہا کہ مجھ جیسے بے حد محبت رکھنے والے بندہ کی بھلائی کی خواہش سے کہتا ہوں۔ یہ بیحد بصیغۂ راز ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا جو معتقد نہیں ہو تو انتظار کرو۔ اس کو اس راستہ پر لاؤ۔ پھر اسی کیلئے بیان کرو۔ یہی تمام انسان کی حقیقی بھلائی کا واحد طریقہ ہے، جس کا سلسلہ وار بیان شری کرشن سے منسوب گیتا ہے۔

پیش کردہ تفسیر

جوگ کے مالک شری کرشن کے مقصد کو ہو بہو بیان کرنے کی وجہ سے پیش کردہ

تفسیر کا نام 'بھارتھ گیتا' ہے۔ گیتا خود میں مکمل وسیلہ کی پاک کتاب ہے، پوری گیتا میں شک وشبہہ کا ایک بھی مقام نہیں ہے جہاں کہیں شک وشبہہ محسوس ہوتا ہے۔ اسے عقلی طور پر جانا نہیں جا سکتا ہے اس وجہ سے محسوس ہوتا ہے لہذا کسی سمجھ میں نہ آئے تو کس رمز شناس عظیم انسان کی قربت میں سمجھنے کی کوشش کریں۔

तद्विद्धि प्रणिपातेन परिप्रश्नेन सेवया ।

उपदेक्ष्यन्ति ते ज्ञानं ज्ञानिनस्तत्त्वदर्शिनः ।।

(تو مرشد کی قربت میں بیٹھ کر حقیقت کو جاننے کی کوشش کر، ان سے انکساری کے ساتھ اپنا تجسس ظاہر کر اور ان کی خدمت کر، اعلیٰ مقام پر فائز عظیم انسان تمہیں علم عطا کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے حقیقت کا بدیہی دیدار حاصل کیا ہے۔)

ॐ शान्तिः! शान्तिः! शान्तिः!

تمت بالخیر

☆☆☆

کیسٹ نشر الصوت میں ابواب کے پہلے کا دیباچہ

کیسٹ نشر اصوت میں ابواب کے پہلے کا دیباچہ

اختتام

۱-صرف ایک روح مطلق میں عقیدت اور خود سپردگی کا پیغام دینے والے گیتا سب کو پاک وصاف بنانے کی کھلی دعوت دیتی ہے۔ دنیا میں کہیں بھی رہنے والے امیر خواہ غریب، اشرف اور غیر اشرف، شریف النفس اور گناہ گار، عورت و مرد، متقی و بدکردار سب کا اس میں دخل ہے خاص طور پر گیتا گناہ گاروں کی ہی نجات کا سہل راستہ بتاتی ہے، شریف النفس تو یاد کرتے ہیں پیش ہے اسی گیتا کا بے مثل تشریح بھارتھ گیتا، (حقیقی گیتا) کا کیسٹ نشریہ۔

۲-شریعت کی تصنیف دو نظریات سے کی جاتی ہے۔ ایک تو معاشراتی انتظام اور تہذیب کو برقرار رکھنا، جس سے لوگ بڑے بزرگوں کے نقش قدم کا اتباع کرسکیں اور دوسرا یہ کہ وے دائمی سکون کو حاصل کرلیں۔ رام چرت مانس، بائبل، قرآن وغیرہ میں دونوں طرف کی شمولیت ہے لیکن مادی نظر خاص ہونے کی وجہ سے انسان معاشرہ کو فائدہ پہونچانے والے انتظام کو ہی پکڑ پاتا ہے۔ روحانی مقولوں کو بھی وہ معاشراتی انتظام کے حوالہ سے دیکھنے لگتا ہے کہتا ہیکہ ایسا تو شریعت میں لکھا ہے لہذا اویدویاس نے دونوں کیلئے ایک ہی کتاب 'مہابھارت' لکھتے ہوئے بھی روحانی عمل کی تدوین 'گیتا' کی شکل میں الگ سے کی، جس سے کہ لوگ اس بنیادی افادی راہ میں غلط فہمی کو شامل نہ کرسکیں۔ انہیں روحانی قیمتوں کے ساتھ پیش ہے۔ گیتا کا ماورائی پیغام۔

۳- گیتا کسی خاص انسان، ذات، طبقہ، مسلک، وقت، جگہ یا کسی قدامت پسند فرقہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ عالم گیر اور دائمی دینی شریعت ہے۔ یہ ہر ایک ملک، ہر ایک ذات، ہر ایک عمر کے عورت و مرد سب کیلئے ہے۔ درحقیقت گیتا دنیا کے سبھی انسانوں کی دینی شریعت ہے اور فخر کی بات ہے کہ، گیتا آپ کی دینی شریعت ہے۔

۴- قابل پرستش بھگوان مہاویر، تتھاگت بھگوان بدھ باخبر ہوتے ہوئے بھی

علاقائی زبانوں میں گیتا کے ہی پیغام کو پہونچانیوالے ہیں۔ روح حق ہے اور مکمل احتیاط (ضبط نفس) سے حق شناسی کی حالت کا اصول ہے۔ یہ گیتا کا ہی خیال ہے بدھ نے اسی عنصر کا علیم اور لافانی مقام کہہ کر گیتا کے ہی خیال کو تصدیق کیا ہے۔ اتنا ہی نہیں۔ بلکہ عالمی ادب میں دین کے نام پر جو کچھ بھی لب لباب ہے جیسے ایک خدا، التجا، ندامت، ریاضت وغیرہ گیتا کی ہی نصیحتیں ہیں۔

انہیں نصیحتوں کو محترم سوامی اڑگڑا نند جی کی پاک زبان سے نکلی ہوئی 'یتھارتھ گیتا' کیسٹ کی شکل میں تمام انسانوں کی نجات کا ماورائی پیغام بن کر آپ کے سامنے موجود ہے۔

۵- بھارت کے علاقائی افسانوں میں جب کہ سقراط کے شاگردگی روایت کے مفکر ارسطو نے اپنے شاگرد سکندر کو بھارت سے گیتا کا صحیح علم رکھنے والے معلم لانے کا حکم دیا تھا، گیتا کی ہی وحدانیت (توحید) کو دنیا کی متفرق زبانوں میں حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور مختلف صوفی فقیروں نے پھیلایا، تبدیل زبان ہونے سے یہ جدا جدا محسوس ہوتے ہیں، لیکن اصول گیتا کے ہی ہیں۔ لہذا اصول گیتا کے ہی ہیں۔ لہذا گیتا تمام انسانوں کی باطنی یک جہتی کی دینی شریعت ہے۔ گیتا کا مفہوم یتھارتھ گیتا کی شکل میں پیش کر شری اڑگڑا نند سوامی نے تمام انسانوں کو ایک بیش قیمتی دولت عطا کی ہے۔ جس کی کیسٹ تبدیل

ہیئت جیتین ہندی

بھائی کے توسل سے ہوئی ہے۔ گیتا کے ہزار ہا ترجمات کے درمیان منور اس تشریح کی روشنی میں آپ سب اعلیٰ شرف کے مستحق بنیں۔

۶- دنیا میں رائج سارے دین گیتا کے فاصلہ پر موجود محض برعکس آواز ہیں شری سوامی اڑگڑا نند جی مہاراج کے ذریعہ اس کی تشریح 'یتھارتھ گیتا' کو سن کر جین خاندان میں پیدا ہوئے محترم جیتین ہندی

بھائی نے عہد ہی کرلیا کہ کیسٹوں کے وسیلہ سے ان کا نشر الصوت کروں۔ کیوں کہ بھگوان مہاویر، بھگوں بدھ، گرونانک، کبیر وغیرہ کی عقیدت لبریز ریاضت ہے وصولوں کا اعلیٰ ترین اظہار ترین اظہار گیتا ہے گیتا کے وے ہی کیسٹ کے خوبصورت پھول آپ سب کے سامنے خودشناسی کیلئے پیش خدمت ہیں۔

۷- گیتا کے دو ہزار سال بعد تک دین کے نام پر فرقے نہیں بنے تھے۔ اس واسطے گیتا مذہبی تفرقہ سے آزاد ہے۔ اس وقت دنیا کی اصلیت میں ایک ہی شریعت گونج رہی تھی۔ اپنیشدوں کا مغزسخن گیتا اعلیٰ نجات اور شوکتوں کا مخرج گیتا شریعت پڑھنے سے بجائے خود اس کا سننا زیادہ افادی ہے، کیوں کہ تلفظ کی پاکیزگی وغیرہ میں یکسوئی بٹ جاتی، اس واسطے سلیس زبان میں تبدیلی 'یتھارتھ گیتا' کے یہ کیسٹ آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ ان کے سننے سے بچے بچے میں اردگرد روح مطلق کے نیک اور مبارک تاثرات کی تحریک ہوگی، آپ کے گھر آنگن کی فضا میں سرزمین ریاضت کی مانند مہک اٹھے گی۔

۸-وہ گھر قبرگاہ ہے جس میں ذکر الٰہی نہ ہو۔ آج کا انسان اتنا مصروف ہے کہ چار کر بھی یاد الٰہی کیلئے وقت نہیں نکال پاتا۔ ایسی حالت میں گیتا کا پیغام کان تک پہونچ بھر جائے تو اعلیٰ شرف اور شوکت کے تاثرات کے تخم ریزی ہوجاتی ہے معبود کے کلام کے ان کیسٹوں سے شب وروز اس اعلیٰ معبود کی یاد بنی رہے گی اور یہی یاد الٰہی کی سنگ بنیاد ہے۔

۹-اپنے بچوں کو ہم تعلیم دلاتے ہیں کہ وے نیک تاثرات کو حاصل کریں۔ نیک تاثرات کا مفہوم لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ اپنی روزی روٹی، گھر مکان اور ترقی کے مسائل کو حل کرلیں معبود کے جانب کسی کا خیال ہی نہیں ہے کسی کسی کے پاس اتنا کچھ ہے کہ معبود کو یاد کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔ لیکن یہ سب کچھ فانی ہی تو ہے۔ تو چاہتے ہوئے بھی یہ ساری دولت یہیں چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں معبود کی پہچان ہی واحد سہارا ہے، جسے عطا کررہا ہے۔ 'یتھارھت گیتا' کا یہ کیسٹ نشر یہ۔

۱۰- دنیا میں جتنے بھی دینی اختلافات ہیں۔ وے سب کے سب کسی عظیم انسان کے پیچھے عقیدت مندوں کا منظّم سماج ہے۔ عظیم انسان کی یادالٰہی کی خلوت گاہ ہی وقت کیساتھ زیارت گاہ، خانقاہ، درگاہ، مٹھ اور مندروں کی شکل لے لیتے ہیں، جہاں عظیم انسان کے نام پر روزی روٹی سے لے کر عیش وعشرت تک کے سروسامان اکٹھا کئے جاتے ہیں گدیاں عظیم انسان کے بعد بنتی ہیں گدیوں سے کوئی عظیم انسان نہیں بنتا۔ لہذا دین ہمیشہ سے ہی بدیہی دیدار کرنے والے عظیم انسان کے دائرہ کی چیز رہا ہے۔ گیتا ایسے ہی غیر اختلافی عظیم انسان جوگ کے مالک شری کرشن کا کلام ہے، جس کی قدیمی سچائیوں سے آپ کا سامنا کرا رہا ہے 'یتھارتھ گیتا' کا یہ کیسٹ نشریہ۔

☆☆☆